ہے۔ مجموعی طور پر وہ دریا بادی کی علمی فتوحات کے قائل اور مداح ہیں۔ آخری باب میں ان کے اسلوب نثر پر تفصیلی بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ دریا بادی اپنے اسلوب کے بانی بھی خود ہیں اور خاتم بھی خود۔ (مصنف نے اردو کے جن صاحبان اسلوب کا ذکر کیا ہے ان میں کچھ اور ناموں کا اضافہ بھی ممکن ہے)۔

یہ معلوم ہے کہ مولانا دریا بادی قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ ڈاکٹر فراقی نے اس کا "سبب" پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دور الحاد میں دوسری تحریروں کے ساتھ محمد علی لاہوری کی تفسیر قرآن بھی دین و مذہب کی طرف ان کی مراجعت میں معاون ہوئی (ص ۶۵۶)۔ تاہم وہ ان کے موقف کو "افسوس ناک" اور اسے دریا بادی کی کمزوری سمجھتے ہیں۔ مصنف نے اس باب میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی یہ رائے نقل کی ہے: "مولانا دریا بادی اپنی اجتہادی غلطی یا کسی غلط فہمی کی بنا پر قادیانیوں کی لاہوری جماعت کو زیادہ گمراہ نہیں سمجھتے تھے مگر بعد میں ان کی رائے بدل گئی تھی اور قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کو گمراہ سمجھنے لگے تھے" (ص ۶۵۹)۔

ایک معروف علمی ادارے کی طرف سے شائع کردہ اعلیٰ پائے کی کتاب میں اشاریے کی عدم موجودگی بری طرح کھٹکتی ہے۔ (ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی)۔

میرا مطالعہ : مرتبہ: تابش مہدی۔ نگران: محمد جاوید اقبال۔ ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز' دہلی ۶۔ صفحات: ۲۷۹۔ قیمت: ۵۴ روپے۔

زیر تبصرہ کتاب "شائقین مطالعہ کو اہل علم اور دانش وروں کے مختلف اور متنوع مطالعاتی نظام سے روشناس" کرانے کے لیے مرتب کی گئی ہے۔ محمد جاوید اقبال صاحب نے ۲'۳ برس پہلے ایک سوال نامہ برعظیم ہند و پاکستان کے تقریباً دو سو اکابر علم و ادب اور اصحاب فکر و دانش کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اس کتاب کا بیش تر حصہ' اس سوال نامے کے جوابات پر مشتمل ہے۔ البتہ کچھ بزرگوں سے جوابات بذریعہ مصاحبہ (انٹرویو) حاصل کیے گئے ہیں۔ "قند مکرر" کے تحت اسی موضوع پر مولانا مودودی' ابوالحسن علی ندوی' اسعد گیلانی' پروفیسر خورشید احمد اور مریم جمیلہ کی تحریریں "چراغ راہ" کراچی اور "سیارہ" لاہور سے اخذ کر کے شامل کر لی گئی ہیں۔

چالیس علما' دانش وروں اور اساتذہ کی یہ تحریریں نہایت دلچسپ ہیں اور معلومات افزا دلچسپی کا بڑا سبب ان کا تنوع ہے۔ لکھنے پڑھنے والے' عام طور پر تنہائی اور یکسوئی کے طالب رہتے ہیں مگر بعض اصحاب نے بتایا ہے کہ انھوں نے زیادہ تر مطالعہ سفر کے دوران میں کیا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ شور و شغب میں بھی پڑھ لکھ سکتے ہیں' بلکہ ایسے ماحول میں وہ زیادہ دل جمعی اور توجہ سے کام کرتے

ہیں - قارئین کی اکثریت شبلی ' اقبال ' مودودی ' سلیمان ندوی ' ابوالکلام اور مولانا دریا بادی سے متاثر ہے - پسندیدہ کتابوں میں قرآن حکیم ' جاوید نامہ (اقبال) رسالہ دینیات (مودودی) لامیزیبلز (ہیوگو) سرفہرست ہیں - ایک صاحب نے پتے کی بات کہی ہے: "جو حضرات علمی کام کرنا چاہیں ' انھیں ہمیشہ نوٹ بک ساتھ رکھنی چاہیے اور حوالے برابر نوٹ کرتے رہنے چاہییں" - اس کے ساتھ ساتھ دانش وروں کے جوابات میں کچھ عبرت کے پہلو بھی ملتے ہیں - مثلاً بعض حضرات پریشان ہیں کہ عمر کے آخری حصے میں اگر ان کی کتابیں کسی اچھے کتب خانے میں نہ پہنچیں تو ان کے بعد وہ ردی میں فروخت ہوں گی یا کیڑوں کی خوراک بنیں گی" (ص ۲۰۰) -

اصل عبرت انگیز بات تو مولانا وحید الدین خاں صاحب کی یہ رائے ہے کہ "دور جدید کے مسلم مصنفین میں سے کوئی مصنف مجھے پسند نہیں - ان میں سے کسی کی کتاب میرے نزدیک علمی اسلوب پر نہیں" اور "مجھے کوئی ادیب یا شاعر پسند نہیں - ادب اور شاعری کو میں ایک فطری صلاحیت کا غلط استعمال" اور ادبی مطالعے کو "ضیاع وقت" سمجھتا ہوں (ص ۲۱۱) -

ہمارا خیال ہے کہ مجموعی طور پر یہ کتاب قارئین کے لیے مفید و معلومات افزا اور سبق آموز ہے - (ر - ہ)

تحریک اسلامی ' طریق و ترجیحات (حصہ اول): ڈاکٹر یوسف القرضاوی - ترجمہ: عبدالغفار عزیز -
ناشر: ادارہ معارف اسلامی کراچی - صفحات: ۲۰۱ - قیمت: درج نہیں -

تحریک اسلامی اپنا ابتدائی دور گزار کر دنیا کے مختلف ممالک میں اس مرحلے میں داخل ہوگئی ہے کہ اس کے مسائل غیروں کے ساتھ ساتھ اپنوں کے لیے بھی موضوع بن گئے ہیں - تحریک کی وسعت اور نئے زمانے کے چیلنجوں نے تحریک کے لیے نئے مسائل پیدا کیے ہیں ' اور ان کا حل باہمی غوروفکر اور رہنمائی چاہتا ہے - جو مسائل اب تک اجتماعات کی چار دیواریوں میں محدود تھے اب کتابوں کی کھلی دنیا میں آگئے ہیں - تحریک اسلامی کو درپیش مسائل کے حوالے سے خرم مراد اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی کتب شائع ہو چکی ہیں - یوسف قرضاوی کی یہ کتاب ایک اچھا اور مفید اضافہ ہے - عالم عرب کی اسلامی تحریکوں کے پس منظر میں لکھی گئی اس کتاب کے ترجمہ نے ہندوپاک کی تحریک اسلامی کے عام افراد تک سوچنے کے بہت سے نکات پہنچائے ہیں -

ہر منظم تحریک کے لیے ' جسے اپنے انسانی اور مالی وسائل کے مسئلے کو منصوبہ بندی سے خرچ کرنا چاہیے ' ترجیحات کا مسئلہ نہایت بنیادی مسئلہ ہے - صرف کچھ نہ کچھ کرتے رہنا ' کام نہیں ہے بلکہ مقصد کو سامنے رکھ کر ہدف کا تعین کرنا اور قرآن و سنت کی رہنمائی میں زمانہ جدید کے تمام مباح طریقوں کو اختیار کرتے ہوئے حکمت عملی ترتیب دینا اور اس کے مطابق جدوجہد کرنا دراصل کام